حافظ کے اشعار میں ضرب الامثال

غلام اکبر/محمد وسیم

ABSTRACT:

Hafiz was a Persian poet who lauded the joys of love and wine but also targeted religious hypocrisy. His collected works are regarded as a pinnacle of persian literature and are often found in the homes of people in the persian speaking world who learn his poems by heart and still use them as proverbs and sayings. Themes of his ghazals are the beloved, faith and exposing hypocrisy. In his ghazals, he deals with love wine and tavern, all presenting the ecastasy and freedom from restraint whether in actual wordly release or in the voice of the lover speaking of divine love.

مثل ایک مختصر جملہ ہے جو تشبیہ یا حکیمانہ مضامین پر مشتمل ہے اور الفاظ کی روانی اور تراکیب کی لطافت کی وجہ سے عام شہرت پا لیتا ہے اور بہت سارے شعرا اور ادیبوں نے بغیر تبدیلی یا تھوڑی ہی رد و بدل کے ساتھ اس کو اپنے محاوروں میں استعمال کیا ہے۔ضرب الامثال ادب میں ایک خاص مقام و منزلت رکھتی ہیں۔ضرب الامثل کی علمی و تاریخی اہمیت کسی کتبہ اور لوح سنگی سے کم نہیں ہے۔ ہر معاشرے میں ہر طبقے کے لوگ ضرب الامثال کا استعمال کرتے ہیں۔ فارسی زبان و ادب میں ضرب الامثال کی پیدائش کی تاریخ صحیح طور پر ذکر نہیں کی جا سکتی لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ فارسی زبان و ادب میں ضرب الامثال بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔ اگر فارسی کے شعرا جیسے مولانا روم،فردوسی، نظامی، حافظ، سعدی کے اشعار کو دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ ان شعرا نے اپنی بلند سوچ کے بیان کے لیے ضرب الامثال سے استفادہ کیا ہے اور یہ فارسی شعر و ادب کا ایک خاص اسلوب گنا جاتا ہے۔ دوسری جانب سے فارسی زبان کے بڑے شعرا اور ادیبوں کی مخاطب شناسی اس بات کا اقتضا کرتی ہے کہ وہ اپنے اخلاقی ،عرفانی اور معاشرتی مضامین کو بہتر طور پر قارئین تک پہنچانے کے لیے ضرب الامثال سے استفادہ کریں۔

ڈاکٹر سید احمد پارسا، اپنے مقالے ''مثل ہا از نگاہی نو'' (امثال ایک نئی نگاہ سے) میں لکھتے ہیں:''امثال و

حکایتیں'' ہر معاشرے کے ایک حصے کو تشکیل دیتے ہیں اور ایک معاشرے کی سوچ، یقین، آداب وسنت کا آیینہ ہے۔ ہر قوم کی ثقافت مکتوب اور شفاہی حصوں میں بیان کی جاتی ہے۔شفاہی حصہ مکتوب ادب کی نسبت زیادہ تاریخ رکھتا ہے اور اس کے مقابلے میں بہت کم مخدوش ہوا ہے۔(1)

دوسری جانب ڈاکٹر حسن ذوالفقاری یونی ورسٹی آف ایجوکیشن کے فیکلٹی ممبر اپنے مقالے'' بررسی ساختار ارسال مثل''(2)(ارسال مثل کا سٹرکچر) میں لکھتے ہیں شعر اور مثل ایسے ہمسایہ ہیں جن کی دیوار آپس میں جڑی ہیں۔شعرا اور ادیبوں نے ہمیشہ اپنے کلام کی شیرینی، لطافت اور معنی خیزی کو بڑھانے کے لیے''ضرب المثل'' سے استفادہ کرتے رہے ہیں اور بہت ساری امثال شعرا اور ادیبوں کی تخلیق ہیں۔

ڈاکٹر حسن ذوالفقاری اپنے دوسرے مقالے جس کا عنوان ہے'' فارسی ضرب الامثال کا بیدل کے اشعار میں استفادہ'' میں یوں رقم طراز ہے مثل لوگوں کی ثقافت کے ستون کی مانند ادب کی ایک قسم اور شعرا کی توجہ کا ہدف رہا ہے یہاں تک کے تمثیل اور استشہاد کے ساتھ اس کا استفادہ تاریخ ادب فارسی کی ایک خصوصیات سمجھی جانے لگی۔(3)

اب جب کہ ہر قوم کی ثقافت شفاہی اور مکتوب حصوں پر مشتمل ہے اور شفاہی حصہ مکتوب ادب کی نسبت زیادہ پرانی تاریخ رکھتا ہے کہا جاسکتا ہے کہ شفاہی ثقافت خاص طور پر ضرب الامثال اپنے تاریخی سابقے کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں پر نقش چھوڑ کر گذشت زمان، تاریخی اور طبیعی حوادث کے ساتھ ختم نہیں ہوتی لہذا اسی وجہ سے ضرب الامثال نے آج تک اپنی اہمیت قایم رکھی ہوئی ہے۔اس بات کی زیادہ تشریح کے لیے ہم ثقافت کیا ہے کی تشریح کرتے ہیں:

دنیا میں ہر ملک تاریخ، تہذیب وتمدن، ثقافت اور خوبصورتی رکھتا ہے۔ویکی پیڈیا کے مطابق حقیقی یا غیر حقیقی ضرورتوں کو رفع کرنے کے لیے معاشرے میں مروجہ طریقے ہوتے ہیں جن کو ثقافت کہتے ہیں سادہ عبارت میں ثقافت وہ چیز ہے جس کے ساتھ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں اور ثقافت کو عوام پیدا کرتے ہیں۔

''ثریا شیبانی'' ثقافت کی روٹ اور اس کے معنی کے بارے میں اپنے مقالے'' ثقافت کی کچھ تعریفیں''(4) میں لکھتی ہیں: جس چیز کو انسانی سائنس کے ماہرین ثقافت کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس بارے میں کتابیں تحریر کرتے ہیں، اس کو مختلف طریقوں سے تفسیر کیا گیا ہے۔پہلی بار اٹھارہویں صدی کے آخر میں جرمنی میں تاریخ بشریت کی تدوین اور معاشروں کے اصل اور روٹ کو جاننے کے لیے ایک کوشش کی گئی اس مطالعے کا سب سے بڑا مقصد آداب وسنت و ہنر وعلوم کو پھر سے پانا تھا۔اس طرح کی تحقیق کی بانی تاریخی مراحل اور ترقی وکمال کے مراحل کو ایک ہی گردانتے اور یہ یقین رکھتے کہ آج کے موجود معاشرے تاریخی دوران کے معرف ہیں ان میں سے کچھ معاشرے تاریخ کے مراحل طی کرتے ہیں اور کچھ کسی ایک مرحلہ میں رک جاتے ہیں۔اس طرح ثقافت کا لفظ جو فرانس سے جرمنی گیا تھا، پہلی بار اس تکمیلی اور تاریخی مراحل کی جانچ کے لیے استعمال کیا گیا۔

''ثقافت'' کا لفظ بہت ساری جانچ پڑتال کے بعد دوبارہ فرانس لوٹا اور یہ وہ زمانہ تھا جب لفظ

کلچر culture نے اپنا بنیادی معنی کھیتی باڑی میں پا لیا تھا اور اس کا مفہوم آباد کرنا و بنجر زمین میں کاشتکاری اور اس کو کاشت کے قابل بنانا تھا اور اٹھارویں صدی کے ادیبوں نے اس کو نفسیاتی اور معنوی پرورش کے معنی میں استعمال کیا اور اس دور میں ثقافت کا لفظ ایک متفکر فرد کی سوچ کی ترقی کے بیان کے لیے استعمال کیا جاتا۔فرانس کی تعریف کے مطابق ثقافت کا مطلب ہے جسم اور روح کی پرورش۔ پھر یہ لفظ جرمنی زبان میں مفہوم میں تبدیلی کے ساتھ استعمال ہونے لگا اور اس بار ثقافت کا لفظ مجموعی طور پر انسان اور معاشرے اور بشری سوچ کی ترقی کے طور پر مانا گیااور پہلی بار ثقافت فردی مفہوم سے نکل کر گروپ کی تعریف پا لی لیکن پھر بھی معاشرے کی تاریخ میں ترقی اور ترتیب کو پیش کرتا تھا۔ اسی دور میں جرمنی میں ''ثقافت'' اور'' تمدن'' کے الفاظ میں ایک فرق پیدا ہوا اور اس کی تعریف میں دو مختلف تشریق دیکھی گئی۔ ایک گروپ یقین رکھتا تھا کہ ثقافت وسایل کا ایک مجموعہ ہے جس سے انسان اپنے اردگرد کے ماحول پر حاوی ہونے کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس کا اصل مقصد فنون وعلوم ہے۔ اور تمدن کا مطلب وسائل کا مجموعہ ہے جس سے انسان اپنے روح کی پرورش کے لیے اس پر متوسل ہوتے ہیں اور اس کے مطابق ہنر، فلسفہ، مذہب اور قانون تمدن کی تعریف کا حصہ لگتے ہیں۔لیکن دوسرا گروپ یہ یقین رکھتا تھا کہ تمدن ان سارے وسائل جو مادی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں پر اطلاق ہوتا ہے اور اس کی خصوصیات میں کام، پیداوار، فن اور ترقی کی شرائط کا معقول ہونا ہے اور ثقافت اجتماعی زندگی کی معنوی صورت اور ایک معاشرے کی مطلق سوچ کا حاصل ہے۔ ان دونوں نظریات کی تائید مشکل کام ہے کیونکہ معاشرتی ماہرین معاشرے کے مادی فرق کو سوچ اور معنویت سے الگ نہیں جانتے و اس بارے میں کوئی بھی علیحدگی کو بیکار تصور کرتے ہیں اور آج ثقافت اور تمدن کے الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ بہرحال ثقافت کی سب سے جامع تعریف جو آج کل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ثقافت معاشرے کی مختلف اکائیوں کے سوچنے، زندگی بسر کرنے کی روش کا مجموعہ ہے جو ایک معاشرے کو خاص شکل اور دوسرے معاشرے سے الگ تشخص دیتی ہے۔ لہذا ثقافت کی تعریف میں انسان کی تمام activites شامل ہوتی ہیں اور انسانی زندگی کی سچی صورت ہے کیوں کہ ثقافت ان کے ذریعے معرض وجود میں آئی۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اسلامی فلسفے کے ایک پاکستانی اسکالر ثقافت کی تشریح میں یوں لکھتے ہیں:

کھیتی باڑی اور ثقافت کا ایک جیسا مطلب ہے۔کھیتی باڑی میں زمین کو تیار کیا جاتا ہے اور ثقافت میں لوگوں کے ذہنوں کو تیار کیا جاتا ہے۔

کھیتی باڑی میں بیج بوئے جاتے ہیں اور ثقافت میں سوچ اور فکر بوئی جاتی ہے۔کھیتی باڑی میں پیداوار کی کاشت ہوتی ہے اور ثقافت میں انسانی برتاؤ میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔کھیتی باڑی میں پیداوار کی کٹائی ہوتی ہے اور ثقافت میں اجتماعی وحدت یقینی بنائی جاتی ہے۔

اسی طرح انقلاب اسلامی ایران کے بانی امام خمینی ثقافت کے بارے میں کہتے ہیں:

''کسی معاشرے کی ثقافت، اس معاشرے کا تشخص ہے''

''ثقافت قوموں کا تشخص ہے''

''ایک معاشرے کی ثقافت ہی اس معاشرے کی قوم کو عزت، ترقی، طاقت، ٹیکنالوجی، اختراعی طاقت اور دنیا کی سربلندی دیتی ہے''۔

ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای ثقافت کے بارے میں کہتے ہیں:

معاشرے میں ثقافت، ایک حیاتی مسئلہ ہے۔ ثقافت کوئی اضافی یا آرایشی نہیں، ثقافت بنیاد ہے۔ ہماری رائے میں ایک درست ثقافت وہ ہے جو اسلامی معانی، منطق اور عقل کے مطابق ہو اور ایسا معاشرہ معیشتی ترقی اور فلاح اور آزادی کی طرف چلے گا، یعنی اچھی ثقافت سے معاشرہ دولتمند اور عالم بھی بن جاتا ہے، سیاسی لحاظ سے بھی طاقت پا لیتا ہے اور آزادی اور سخاوت کے لحاظ سے بھی اپنی تمناؤں اور مقصد پالے گا۔

اب ثقافت کی اہمیت اور ضرب الامثل کی ثقافت میں اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ضرب الامثال کی تعریف اور تشریح کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ'' قرآن پاک'' سورہ ابراہیم آیت 25 میں فرماتے ہیں'' و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون''

معنی: اور اللہ لوگوں کے لیے مثال دیتا ہے تا کہ لوگ یاد رکھیں اور نصیحت لیں''

تعریف مثل:(5)

مثل عربی زبان کا لفظ ہے جو مثل، یمثل، مثولا استراخ کیا گیا اور کسی چیز سے دوسری چیز سے مشابہت یا سیدھے کھڑے اور اپنے پاؤں پر کے معنی پر آیا ہے۔ اس کی عبری جڑ '' ماشال'' (Masak) ہے، آرامی (Aramic) زبان میں '' متلا'' (Matla)، حبشی زبان میں ''مسل'' (mesel) اور آکدین (akkaditum) زبان میں ''مشلوم'' (meslum) ہے اور سب کے سب '' مشابہ'' کے معنی میں ہیں۔ اور اس لفظ کا یورپین ہم معنی'' (proverb) '' ہے۔

ضرب المثل چھوٹے اور عام عبارت ہوتے ہے جو سادہ لوگ جن میں سے اکثر گاؤں اور خانہ بدوش ہیں، کی سوچ اور فکر کا نتیجہ ہے اور پرانے زمانے سے سینہ بہ سینہ، نسل در نسل منتقل ہوئے ہیں اور پرانے زمانے میں لکھنے اور یادداشت کرنا دشوار ہونا ضرب الامثل کا ختم ہوجانے یا ان میں تحریف کا باعث بنا۔

مرحوم یحیی آرین پور کتاب'' از صبا تا نیما'' نے ضرب المثل کی تعریف کچھ یوں کی ہے'' ضرب المثل لوگوں میں لوگوں کی زندگی سے بنتی ہے اور لوگوں کے ساتھ نا ٹوٹنے والا تعلق رکھتی ہے یہ چھوٹے اور خوبصورت جملے سادہ لوگوں کے علم اور سوچ کی ایجاد اور گذشتہ نسلوں کی غنی میراث ہے جو سینہ بہ سینہ، زبان بہ زبان آنے والی نسلوں کے پاس پہنچتی ہے اور ان کو ان کے آبا و اجداد کی تمناؤں، غم، دکھ، خوشی، عشق، نفرت، ایمان وصداقت اور برم اور خرافات سے آشنا کرتی ہے۔''

انجوی شیرازی کے بقول'' امثال وحکم گمنام ہوشیار لوگوں کے ذہن کی روشن سوچ کی پرانی پیداوار ہے جو

تاریخ میں یادگار باقی رہ گئی ہے، اسی لیے کتبے اور ہاتھوں سے لکھے ہوئے تاریخی نقوش موثق اعتبار رکھتے ہیں۔"(6)

اسپین کے شاعر"سروانٹس"(7) کہتے ہیں"مثل چھوٹے جملے ہیں کہ لمبے تجربے سے پیدا ہوتے ہیں۔مثل ایک مختصر اور تشبیہ یا حکیمانہ مضمون پر مشتمل ہے جو اپنے لفظوں کی روانی، معنی کی روشنی، ترکیب کی بدولت عام شہرت پاتا ہے اور سب بنا تبدیلی کے محاورات میں ان کو استعمال کرتے ہیں۔(7)

ضرب المثل کی خصوصیات:

1۔ایجاز: ایجاز سے مراد یہ کہ جملے کو زواید سے پاک کرنا یا دوسرے الفاظ میں کم سے کم الفاظ کا استعمال ہے۔(8)

2۔استعارہ کا پس منظر رکھنا: ضرب المثل استعارہ کے پس منظر رکھتے ہیں اور ہر مثل میں ایک تشبیہ ہے اور مشبہ بہ(ضرب المثل) ہے اور مشبہ (ضرب المثل سے مطابقت) حذف ہوجاتی ہے اس طرح استعارہ تمثیلہ ہوجاتا ہے۔(9)

3۔پند ونصیحت یا حکیمانہ مضمون: ضرب المثل میں کچھ حکمتیں چھپی ہوتی ہیں کہ ضرورت کے وقت ان سے استفادہ کیا جاتا ہے اور بقول استاد زرین کوب کے" ضرب المثل"خطابی حجت ہیں جو ہر جگہ مقبول ہیں اور اسی لیے خاص طور پور وعظ اور دینی اور اخلاقی سنتوں میں اکثر اس سے استفادہ کیا جاتا ہے(10)

4۔وقیع: ضرب المثل ہرطرح کی زیادتی سے پاک اور تعقید اور پیچد گی سے دور اور چند پہلو رکھتا ہو۔(11)

اور جیسا کے اوپر بیان کیا گیا ہے کے ڈاکٹر حسن ذوالفقاری بقول شعر اور مثل ایسے ہمسایہ ہیں جن کی دیوار آپس میں جڑی ہیں۔شعرا اور ادیبوں نے ہمیشہ اپنے کلام کی شیرینی، لطافت اور معنی خیزی کو بڑہانے کے لیے "ضرب المثل" سے استفادہ کرتے رہے ہیں اور بہت ساری امثال شعرا اور ادیبوں کی تخلیق ہیں۔

اور دوسری جانب نظامی عروضی سمرقندی(12) شاعری کے بارے میں کہتے ہیں شاعری ایک ایسا فن ہے کہ شاعر اس فن کی مدد سے استدلال کی فرضی کڑیوں کو ترتیب دیتا اور نتیجہ خیز تصورات کو اس طرح مربوط کرتا ہے کہ چھوٹی بات کے معنی کو بڑا اور بڑی بات کے معنی کو چھوٹا کرے اور اچھائی کو بدنما لباس میں اور بدصورتی کو اچھائی کی صورت میں جلوہ گر کرے اور تخیل پردازی(صنف شعر) کے ذریعے غضب ناک اور شہوت رکھنے والی قوتوں کو ابھارے تاکہ اس تخیل پردازی سے طبیعتوں میں غم اور خوشی پیدا ہو اور نظام عالم میں بڑے بڑے کارناموں کا موجب بنے اور پھر نظامی عروضی سمرقندی شاعر اور اس کے اشعار کیسے ہونے چاہیے کے بارے میں لکھتے ہیں:

شاعر کو پاک سرشت، عظیم فکر، صحیح طبیعت، نیک فکر اور باریک بین ہونا چاہیے۔وہ مختلف علوم میں ماہر ہو اور رسومات میں عمدہ ہو۔کیونکہ جیسے شعر ہر علم میں استعمال ہوتا ہے۔(اسی طرح) ہر علم شعر میں استعمال ہوتا ہے اور شاعر کو گفتگو میں خوش گفتار ہونا چاہیے اور میل جول میں ہنس مکھ اور اس کا شعر اس درجے تک پہنچا ہونا چاہیے کے زمانے کے صفحہ پر لکھا جائے اور آزاد لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو(لوگ اسے بیاضوں پر لکھیں اور شہروں میں

پڑھیں۔ جب تک شعر اس درجے تک پہنچا نہ ہو تو اس کی تاثیر نہیں رہتی اور شعر اپنے مالک سے پہلے مر جاتا ہے۔ جب اسے اپنی بقا میں کوئی اثر حاصل نہیں ہے کسی دوسرے کے نام کی بقا میں کیا اثر حاصل ہوگا

لہذا بقول نظامی عروضی ثمرقندی شعر اس درجے کا ہونا چاہیے جو شاعر کی بقا کا باعث بنے اور حافظ شیرازی ایسا ہی شاعر ہے، جو آٹھویں صدی میں ایران کے صوبے فارس میں پیدا ہوا اور آج اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس کے جگر سے اٹھنے والی صدا اس نیلے فلک کے تلے درد آشنا دلوں کو لرزاتی ہے۔ اس کا چہرہ آج بھی صدیوں کی غبار کے اندر سے دیکھا اور اس کا باعظمت وجود فارسی شعر و ادب میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ کے اشعار فارسی شعر کی تمام خصوصیات کے حامل تھے اور اس نے تمام شعری صنعتوں کو طبیعی اور موقع کی مناسبت سے استفادہ کیا۔

ڈاکٹر بہروز ثروتیان لکھتے ہیں'' حافظ شیرازی کا شعر پھول کی پتی سے نازک ہے، اس کے ایک ایک بیت سے پیار جھلکتا ہے اس لیے اس کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے (اس کو کم و بیش نہیں کرنا چاہیے) ورنہ وہ اپنا پیارا رنگ، دلنشین ساز کو کھو کر پایمال ہو جاتا ہے''(13)

'' تا بہ گیسوی تو دست ناسزایان کم رسد
ہر دلی در حلقہ ای در ذکر یارب یارب است''

یہ شعر کوئی کمی نہیں رکھتا اور ہر لفظ اپنی جگہ پر ہے لیکن چھوٹی سی تبدیلی اس شعر کی موسیقیت اور دل نشینی کو ختم کر دی گی۔ حتی اگر دوسرے اور پہلے مصرع کی جگہ بدل دیں یا یارب یارب است کو یارر ب یا ربست کی صورت میں لکھیں۔

حافظ بینا آنکھ سے عالم اور متجسس اور مشتاق نگاہ سے آفاق اور انفس کا نظارہ کرتا ہے اور ہر مظہر میں جو اعجاز میں چھپا ہو اس کی تصویر کو شعر کے قالب میں ڈھال دیتا ہے۔

ڈاکٹر مہدی پرہام (14) اپنے مقالہ'' حافظ کیست'' میں لکھتے ہیں جب انسان حافظ کے ساتھ مانوس ہوتا ہے، یا اگر بہتر کہیں دوست بن جاتا ہے اور جب اس کی دانش جو کے اس کے دور کے علوم پر مبنی ہے کو سمجھتا ہے تو دیکھتا ہے کہ حافظ نے اس علوم کو اپنے سوچ کی کارگاہ میں ڈھال کر لطیف ترین سوچ کی ماحاصل کو پیش کیا ہے تو انسان سمجھ جاتا ہے کہ اس کی سمجھ کی لطافت، سوچ کی وسعت، بیان کی ظرافت اور اس کی افلاکی پرواز حد و مرز نہیں رکھتی اور اب تک جو اس بارے میں لکھا ہے وہ سمندر کی عظمت کے مقابلے میں قطرہ ہے اور اس حوالے سے تحقیق اور تحریر کی بہت گنجایش باقی ہے

حافظ ایسا شاعر ہے جس نے اجتماعی، فلسفی و مذہبی تاریخ کو خیال کے سمندر کی موجوں پر نقش کرتا ہے اور صرف کچھ لوگ ہی مشق اور بہت زیاد آشنایی کی بدولت ان نقوش کے عکس کو اپنے ذہن میں محفوظ کر سکتا ہے

'' اگر باور نمی داری رو از صورتگر چین پرس
کہ مانی نسخہ می خواہد ز نوک کلک مشکینم''

خلاصہ یہ کہ حافظ ایک عاشق پیش نقاش ہے جو پیچیدہ اور آشفتہ نقش تخلیق کرتا ہے۔

حافظ جہان کو میخانے کی لعل می اور خون دل کے ساتھ، سادہ اور بے رنگ مطالب کو پیچیدہ اور رنگین بنا دیتا ہے اور اس مرحلہ میں اس کی ہنرنمایی آشکار ہوتی ہے اور اس کی خاص عبارتیں اور اصلاحات علم کی دنیا میں ایک ایسا گلشن تخلیق کرتا ہے جس کا دروازہ سب کے لیے کھلا نہیں ہے، وہی اس آستانے پر بوسہ دے گا جس کی جان ہتھیلی پر ہوگی

ڈاکٹر حسن ذوالفقاری اپنے مضمون ''کاربرد ضرب المثل در شعر شاعران ایرانی'' میں لکھتے ہیں: رادویانی اپنی کتاب ترجمان البلاغہ میں کہتا ہے ''بلاغت یہ بھی ہے کہ شاعر بیت کے اندر حکمت بیان کرے اور وہ مثل کے ذریعے ہوتا ہے'' (رادویانی، 84:1949) (16)

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے ان سے یہ صاف آشکار ہوتا ہے کہ حافظ شیرازی کے اشعار بلاغت اور حکمت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور آج تک ان کی مقبولیت ایران اور دنیا میں قایم و دایم ہے۔جیسا کے ڈاکٹر بہاء الدین خرمشاہی عصر حاضر کے محقق جنہوں نے حافظ کے شعر کے بارے میں بہت تحقیق کی ہے لکھتے ہیں صاحب ہنر اور مہذب انسان طبیعتا متنوع اور کثیر جہتی انسان ہوتا ہے اور صحیح معنوں میں اگر کہا جائے تو تنوع رکھتا ہے لیکن ایک معرفت یا تشریق ہوسکتی ہے اس کی سوچ اور ثقافت پر غالب ہو۔حافظ حکمت و عرفان، فلسفہ، فارسی اور عربی ادب،علم بلاغت اور قرآن میں مہارت رکھتا ہے۔ وہ طب، نجوم، فقہ، اصول اور حدیث اور تاریخ کی بھی عام معلومات رکھتا ہے اور اس کی فکر مختلف معارف سے لبریز ہے لہذا یہ تمام معارف اس کے شعر میں اثر رکھتا ہے یہاں تک کے حافظ غیر عرفانی اشعار میں بھی ایرانی۔اسلامی ادب و اخلاق کو لحاظ کیا ہے اور پند آموز نکات کو اپنے اشعار کا اساس بنایا ہے۔(17)

ڈاکٹر کاووس حسن لی(18) مرکز فارسی شناسی (ایران) کے تحقیق کے شعبہ کے مدیر کہتے ہیں: حافظ کا شعر آیینہ کے مانند ہے اور اس کی زبان تفسیر کے قابل ہے یہی وجہ ہے جو کوئی اس کے شعر کو دیکھتا ہے، گویا اپنے آپ کو اس میں دیکھتا ہے اور اس سے تعلق جوڑ لیتا ہے۔ حافظ کے وسیع مخاطبین کی ایک دلیل اس کے شعر کی قابل تشریح ہونا ہے اور ہر کوئی اپنی زاویہ نگاہ سے اس کے شعر سے دیکھتا اور اس کو سمجھتا ہے۔جیسا کے حافظ قرآن کے ساتھ مانوس ہے اور قدیم الایام سے اس کو لسان الغیب اور ترجمان اسرار کہتے ہیں۔ جو کوئی حافظ کا شعر پڑھتا ہے گویا ناتا جوڑتا اور کلام وحی کے فکر کو فارسی زبان میں حافظ کی زبان سے سنتا ہے اور یہ بھی لوگوں کی حافظ کی شعر کی طرف توجہ کی ایک دلیل ہے۔(19)

حافظ کا شعر عامیانہ حکمت آمیز باتیں اور نصیحتوں سے لبریز ہے، حافظ کے شعر کی خصوصیات بہت زیادہ ہے اور ان سب میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کا وہ اپنی حکمت آمیز باتوں اور نصیحتوں کو عام انداز میں لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنے اشعار میں ضرب المثل بیان کرتے ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

- آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعہ کار بہ نام من دیوانہ زدند

معنی:

آسمان (آسمان والے) یکتا خالق کے عشق اور معرفت کا بوجھ نہ اٹھ سکا، مجھ دیوانے کے نام، انہوں نے فال کا قرعہ نکال دیا۔

- آسایش گیتی تفسیر این دو حرف است
  با دوستان مروت با دشمنان مدارا

معنی:

(کیوں کہ) دو جہان کا سکون اس میں ہے کہ دوستوں کے ساتھ ملائمت اور دشمنوں کے ساتھ تحمل اور رواداری سے برتاؤ کرو

- الا یا ایها الساقی ادرکاساً و ناولها
  کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل ہا

معنی: اے ساقی شراب کے جام کا دور چلا اور وہ دے کیونکہ ابتدا میں عشق آسان نظر آیا لیکن مشکلیں آن پڑیں

- ارباب حاجتیم و زبان سؤال نیست
  در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

معنی: ہم صاحب حاجت ہیں اور مانگنے کی زبان نہیں، داتا کے دربار میں تمنا کی کیا ضرورت ہے۔

- اگرچہ دوست بہ چیزی نمی خرد ما را
  بہ عالمی نفروشیم مویی از سر دوست

معنی: اگرچہ دوست ہماری قدر نہیں کرتا لیکن ہم دوست کے سر کا ایک بال بھی جہان کی قیمت پر نہیں بیچیں گے

- ای مگس حضرت سیمرغ نہ جولانگہ تست
  عرض خود می بری و زحمت ما می دارد

معنی: اے مکھی، سیمرغ کا میدان تیری جولاں گاہ نہیں ہے، تو اپنی آبروریزی کرتی ہے اور ہمیں تکلیف پہنچاتی ہے۔

- برو این دام بر مرغ دگر نہ
  کہ عنقا را بلند است آشیانہ

معنی: جا یہ جال دوسرے پرندے پر ڈال، اس لیے کہ عنقا کا آشیانہ بلند ہے۔

- ببر ز خلق و چو عنقا قیاس کار بگیر
  کہ صیت گوشہ نشینان زقاف تا قاف است

معنی: لوگوں سے علیحدہ ہو جا اور کام کو عنقا پر قیاس کر لے، کہ گوشہ نشیوں کا آوازہ قاف سے قاف تک ہے۔

- بیاموزمت کیمیای سعادت
ز ہم صحبت بد جدایی جدایی

معنی: میں تجھے نیک بختی کی کیمیا سیکھا تا ہوں، برے ہم صحبت سے جدائی ہی جدائی ہو

- بر آستان تو غوغای عاشقان چہ عجب
کہ ہر کجا شکرستان بود مگس باشد

معنی: تیری چوکھٹ پر عاشقوں کا شور، کیا تعجب کی بات ہے، اس لیے کہ جہاں کہیں شکرستان ہوگا، مکھیاں ہوں گی۔

- پیوند عمر بستہ بہ مویی است ہوش دار
غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

معنی: عمر کا جوڑ بال سے ہے، ہوش کر، اپنا غمخوار بن، زمانہ کا غم کیا ہے۔

- پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد
گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان

معنی: ہمارے پیمانہ کش پیر نے، خدا کرے اس کی روح خوش رہے کہا وعدہ شکنوں کی صحبت سے بچ

- پای ما لنگست و منزل بس دراز
دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل

معنی: ہمارا پاؤں لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے، ہمارا چھوٹا ہے اور چھوارے کھجور کے درخت پر ہیں

- ترسم کہ روز حشر عنان بر عنان رود
تسبیح شیخ و خرقہ رند شراب خوار

معنی: مجھے ڈر ہے حشر کے دن برابر ہوں گی، شیخ کی تسبیح اور شراب خوار رند کی گڈری

- تو پنداری کہ بدگو رفت و جان برد
حسابش با کرام الکاتبین است

معنی: تو سمجھتا ہے کے چغل خور چلا گیا اور مر گیا، اس کا حساب تو کرام الکاتبین کے سپرد ہے۔

- تو و طوبی و ما و قامت یار
فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست

معنی: تو ہے اور طوبی، ہم ہیں اور دوست کا قد، ہر انسان کی سوچ اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہے۔

- ثواب روزہ و حج قبول آنکس بود
کہ خاک میکدہ عشق را زیارت کرد

معنی: روزہ کا ثواب اور حج کی مقبولیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے، جس نے عشق کے مے کدے کی زیارت کی ہو۔

- ثوابت باشد ای دارای خرمن
اگر رحمی کنی بر خوشه چینی

معنی: ای کھلیان رکھنے والے تجھے ثواب ہوگا اگر تو کسی خوشہ چین پر ذرا رحم کرے گا

- جمیله ای است عروس جهان ولی هشدار
که این مخدره در عقد کس نمی آید

معنی: دنیا کی دلہن خوبصورت ہے لیکن یہ سمجھ لے کہ یہ پردہ نشین کسی کے نکاح میں نہیں آتی ہے۔

- جمشید ز حکایت جام از جهان نبرد
زنهار دل مبند به اسباب دنیوی

معنی: جمشید دنیا سے جام کے قصہ کے سوا کچھ نہ لے گیا، خبردار، دنیوی اسباب سے دل نہ جوڑ

- چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون شو
رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی

معنی: اے حافظ، جب تو بوڑھا ہوگیا ہے تو شراب خانے سے باہر چلا جا، رندی اور عشق بازی جوانی میں بہتر ہے۔

- چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست
سخن شناس نهای جان من خطا اینجاست

معنی: جب تو اہل دل کی بات سنے تو یہ نہ کہہ کہ غلط ہے، تو خود بات سمجھنے والا نہیں اے دلبر، غلطی تو یہ ہے۔

- چو قسمت ازلی بی حضور ما کردند
گر اندکی نه به وفق رضاست خرده مگیر

معنی: جب ازلی تقسیم (فیصلے) انہوں نے ہماری موجودگی کے بغیر کی ہے، اگر تھوڑا سا مرضی کے مطابق نہیں، اعتراض نہ کر۔

- حافظ از باد خزان در چمن دهر مرنج
فکر معقول بفرما گل بی خار کجاست

معنی: اے حافظ، زمانے کے چمن میں خزاں کی ہوا سے رنجیدہ نہ ہو، صحیح بات سوچ بغیر کانٹے کے پھول کہاں ہے۔

- حسنت به تفاق ملاحت جهان گرفت
آری به اتفاق جهان می توان گرفت

تیرے حسن نے ملاحت کی موافقت سے تمام دنیا پر قبضہ کرلیا ہے، بے شک موافقت سے تمام جہان پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔

- حافظا تکیه بر ایام چو سهو است و خطا
من چرا عشرت امروز به فردا فکنم

اے حافظ، جب کہ زمانے پر بھروسا کرنا غلطی اور بھول ہے، میں آج کے عیش کو کل پر کیوں ڈالوں

- خلوت گزیده را به تماشا چه حاجتست
  چون کوی دوست هست به صحرا چه حاجت است

معنی: خلوت نشینوں کو سیر کی کیا حاجت ہے، جب دوست کا کوچہ موجود ہے تو صحرا کی کیا ضرورت ہے۔

- خلوت دل نیست جای صحبت اضداد
  دیو چو بیرون رود فرشته در آید

معنی: دل کی خلوت گاہ متناقضہ کی صحبت کی جگہ نہیں ہے۔، جب دیو نکلتا ہے تو فرشتہ باقی رہے جاتا ہے۔

- خدای را به میم شست و شوی خرقه کنید
  که من نمی شنوم بوی خیر از این اوضاع

معنی: خدا کے لیے میری گدڑی کو شراب کے ذریعے پاک صاف کر دو، اس لیے کہ ان حالتوں سے مجھے خیر کی خوشبو نہیں آتی ہے۔

- در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند
  گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

معنی: نیکنامی کے کوچے میں انہوں نے ہمیں گذرنے کا موقع نہ دیا، اگر تو پسند نہیں کرتا ہے، تقدیر کو بدل دے۔

- درین چمن گل بی خار کس نچید آری
  چراغ مصطفوی با شرار بولہبیست

معنی:اس چمن سے بے کانٹے کا پھول کسی نے نہیں چنا بیشک، مصطفوی چراغ، بولہبی لپٹ کے ساتھ ہے۔

- رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار
  کار ملکست آنکه تدبیر و تامل بایدش

معنی: دنیا کو جلا ڈالنے اولے رند کو مصلحت بینی سے کیا کام، جس کام کو تدبیر اور تحمل کی ضرورت ہے وہ سلطنت کا کام ہے۔

- رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند
  چنان نماند و چنین نیز نخواهد ماند

معنی: خوش خبری پہنچی ہے کہ غم کا زمانہ نہ رہے گا، ویسا بھی نہیں رہا، ایسا بھی نہ رہے گا۔

- راہیست راه عشق که ہیچش کناره نیست
  آن جا جز آن که جان بسپارند چاره نیست

معنی:عشق کا راستہ وہ راستہ ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، بجز اس کے جان دے دیں، وہاں کوئی چارہ نہیں۔

- ز روی دوست دل دشمنان چہ دریابد .
چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

معنی: دوست کے چہرہ سے، دشمنوں کا دل کیا پائے گا، کہاں بجھا ہوا چراغ، کہاں آفتاب کی شمع؟

- ز فکر تفرقہ باز آی تا شوی مجموع
بہ حکم آنکہ چو شد اہرمن سروش آمد

معنی: تفرقہ کے خیال سے باز آ جا تا کہ تو مطمئن ہو جائے، اس لیے کہ جب شیطان گیا، فرشتہ آیا

- زاہد پشیمان را ذوق بادہ خواہد کشت
عاقلا مکن کاری کاورد پشیمانی

معنی: شرمندہ زاہد کو شراب کا شوق مار ڈالے گا، اے عقلمند، وہ کام نہ کر جو شرمندگی کا باعث بنے۔

- ز سر غیب کس آگاہ نیست قصہ مخوان
کدام محرم دل رہ در این حرم دارد

معنی: غیب کے راز سے کوئی باخبر نہیں ہے، قصہ نہ سنا، دل کے کون سے محرم کو، اس حرم کا راستہ ملا ہے۔

- ساقی و مطرب و می جملہ مہیاست ولی
عیش بی یار مہیا نشود یار کجاست

معنی: ساقی اور مطرب اور ساری چیزیں مہیا ہیں لیکن، بنا یار کے عیش مہیا نہیں ہو سکتی، یار کہاں ہے۔

- ستم از غمزہ میاموز کہ در مذہب عشق
ہر عمل اجری و ہر کردہ جزایی دارد

معنی: غمزہ سے ظلم کرنا نہ سیکھ کیوں کے عشق کے مذہب میں ہر عمل ایک اجر اور ہر کام ایک جزا رکھتا ہے

- سعی نابردہ در این راہ بہ جایی نرسی
مزد اگر می طلبی طاعت استاد ببر

معنی: کوشش کے بغیر تو اس راہ میں کہیں نہیں پہنچے گا، اگر صلہ چاہتے ہو تو استاد کی فرمانبرداری کر۔

- شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہایل
کجا دانند حال ما سبکباران ساحل ہا

معنی: اندھیری رات اور موج کا خوف اور ایسا خوفناک بھنور، ساحلوں کے بے فکرے، ہمارا حال کب سمجھ سکتے ہیں

- شاہد آن نیست کہ مویی و میانی دارد
بندہ طلعت آن باش کہ آنی دارد

معنی: معشوق وہ نہیں جو زلف اور کمر رکھتا ہو، اس کے چہرے کا غلام بن جو کوئی آن رکھتا ہے۔

- شب ظلمت و بیابان بہ کجا توان رسیدن
  مگر آن کہ شمع رویت بہ رہم چراغ دارد

معنی: شب تاریک اور بیابان میں کہاں پہنچ سکتے ہوں، مگر اس طور پر کے تیرے چہرے کی شمع میرے راستہ پر چراغ رکھ دے۔

- صلاح کار کجا و من خراب کجا
  ببین تفاوت رہ کز کجاست تا بہ کجا

معنی: کام کی نیکی کہاں اور میں رند کہاں، دیکھ راستہ کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔

- صد ملک دل بہ نیم نظر می توان خرید
  خوبان در این معاملہ تقصیر میکنند

معنی: دل کے سو ملک آدھی نظر میں خریدے جا سکتے ہیں، حسین اس معاملے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

- طفیل ہستی عشقند آدمی و پری
  ارادتی بنما تا سعادتی ببری

معنی: آدمی اور پری عشق کے وجود کا طفیل ہیں، ارادت ظاہر کر، تا کہ تو سعادت حاصل کرے۔

- صبر و ظفر ہر دو دوستان قدیمند
  بر اثر صبر نوبت ظفر آید

معنی: صبر اور کامیابی دو پرانے ساتھی ہیں، صبر کے نتیجے میں، کامیابی کی باری آتی ہے۔

- طالع اگر مدد دہد دامنش آورم بہ کف
  گر بکشم زہی طرب ور بکشد زہی شرف

معنی: نصیب اگر مدد کرے تو اس کا دامن ہاتھ سے پکڑ لوں گا، اگر میں اس کو کھینچ لوں زہے خوشی اور اگر وہ کھینچ لے زہے عزت

- طبیب راہ نشین درد عشق نشناسد
  برو بہ دست کن ای مردہ دل مسیح دمی

معنی: راستہ پر بیٹھا ہوا طبیب، عشق کا راز نہیں پہچانتا ہے، اے مردہ دل، جا کسی مسیح جیسے سانس والے کو حاصل کر لے۔

- عنقا شکار کس نشود دام بازچین
  کان جا ہمیشہ باد بہ دست است دام را

معنی: عنقا کسی کا شکار نہیں بنتا اب جال اٹھا لے، اس لیے کہ یہاں جال کے ہاتھ میں ہمیشہ ہوا آتی ہے۔

- عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت
که گناه دگران بر تو نخواہند نوشت .

معنی:اے پاکیزہ فطرت زاہد، رندوں پر عیب نہ لگا اس لیے کہ دوسروں کا گناہ تیرے نام نہیں لکھیں گے

- غم دنیا دنی چند خوری بادہ بخور
حیف باشد دل دانا که مشوش باش

معنی: کمینی دنیا کا غم کب تک کھائے گا، شرب پی، افسوس ہوگا اگر سمجھ دار کا دل پریشان ہو

- غمناک نباید بود از طعن حسود ای دل
شاید که چو وا بینی خیر تو دراین باشد

معنی: اے دل حاسد کے طعنے سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے، گر تو غور سے دیکھے شاید تیری بھلائی اسی میں ہو۔

- غم غریبی و غربت چو بر نمی تابم
بہ شہر خود روم و شہریار خود باشم

معنی: جب بے وطنی اور مسافرت کے غم مجھے برداشت نہیں، اپنے شہر جاؤں گا اور اپنا بادشاہ بنوں گا

- فرصت شمار صحبت کز این دو راہہ منزل
چون بگذریم دیگر نتوان بہم رسیدن

معنی:صحبت کوغنیمت سمجھ اس لیے کے اس دو راستے والی منزل سے جب ہم نکل جائیں گے، پھر جمع نہ ہوسکیں گے

- قدر مجموعہ گل مرغ سحر داند و بس
که نہ ہر آن کو ورقی خواند معانی دانست

پھولوں کے مجموعے کی قدر صرف مرغ سحر جانتی ہے، اس لیے کہ ایسا نہیں جس نے ایک ورق پڑھا معنی جان لے

- قصر فردوس بہ پاداش عمل می بخشند
ما کہ رندیم و گدا دیر مغان ما را بس

معنی: جنت کا محل عمل کے بدلے میں دیتے ہیں، ہم چونکہ رند اور گدا ہیں ہمارے لیے دیر مغان ہی کافی ہے

- کمال سر محبت بین نہ نقص گناہ
که ہر کہ بی ہنر افتد نظر بہ عیب کند

معنی:سچائی اور محبت کے کمال کو دیکھ نہ کہ گناہ کے عیب کو، اس لیے کہ جو بے ہنر ہوتا ہے اس کی نظر عیب پر پڑتی ہے۔

- کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت
یا رب از مادر گیتی بہ چہ طالع زادم

معنی: میرے نصیب کے ستارے کو دنیا کا کوئی نجومی نہ پہچان سکا، یا رب میں دنیا کی ماں سے کس ستارے کے ساتھ

پیدا ہوا ہوں

- گر پیر مغان مرشد من شد چہ تفاوت
در ہیچ سری نیست کہ سری ز خدا نیست

معنی: اگر پیر مغان میرا مرشد ہوگیا تو کوئی فرق نہیں پڑا، کوئی سر ایسا نہیں جس میں خدائی راز نہیں

- گرہ بہ باد مزن گرچہ بر مراد رود
کہ این سخن بہ مثل باد با سلیمان گفت

معنی: ہوا میں گرہ نہ لگا، اگر چہ وہ مقصد کے مطابق چلے، اس لیے کہ یہ بات مثال کے طور پر ہوا نے سلیمان سے کہی۔

- گنج زر، گر نبود کنج قناعت باقیست
آن کہ آن داد بہ شاہان بہ گدایان این داد

معنی: اگر سونے کا خزانہ نہیں تو صبر کا خزانہ باقی ہے، جس نے بادشاہوں کو وہ دیا ہے، فقیروں کو یہ دیا ہے

- لطف الٰہی بکند کار خویش
مژدہ رحمت برساند سروش

معنی: خدا کی بخشش اپنا کام کرتی ہے، غیبی فرشتہ رحمت کی خوشخبری دیتا ہے

- لطف خدا بیشتر از جرم ماست
نکتہ سربستہ چہ دانی خموش

معنی: خدا کا کرم ہمارے گناہ سے زیادہ ہے، پوشیدہ نکتہ کیا جانتے ہو، چپ رہ

- مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ این عجوز عروس ہزار داماد است

معنی: کمزور بنیاد دنیا سے عہد کی پختگی نہ ڈھونڈ، اس لیے کہ یہ بڑھیا ہزار شوہروں کی دلہن ہے

- می خور کہ شیخ و حافظ و مفتی و محتسب
چون نیک بنگری ہمہ تزویر کنند

معنی: شراب پی اس لیے کہ شیخ اور حافظ اور مفتی اور محتسب، جب تو غور سے دیکھے، سب فریب کرتے ہیں

- مباش در پی آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر از این گناہی نیست

معنی: ستانے کے در پی نہ رہ اور جو چاہے کر اس لیے کہ ہماری شریعت میں اس کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں ہیو

- مشکلی دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر می کنند

معنی: مجھے ایک مشکل درپیش ہے، مجلس کے عقلمند سے دریافت کر، توبہ کا حکم دینے والے خود توبہ کم کیوں کرتے ہیں۔

- نہ ہر چہرہ بر افروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آینہ سازد سکندری داند

معنی: ایسا نہیں ہے کہ جس نے چہرہ سنوار لیا وہ دلبری جانتا ہے، نہ ہر وہ شخص جو آیینہ بنائے دلبری جانتا ہے۔

- ناامیدم مکن از سابقہ لطف ازل
تو پس پردہ چہ دانی کہ خوبست و کہ زشت

معنی: روز ازل کے گذرے ہوئے معاملے سے مجھے ناامید نہ کر، تو کیا جانے کے پردہ کے پیچھے کون اچھا ہے اور کون برا ہے

- نیکنامی خواہی از دل با بدان صحبت مدار
خودپسندی جان من برہان نادانی بود

معنی: اے دل اگر تو نیک نامی چاہتا ہے تو بروں کی صحبت اختیار نہ کر، اے میری جان، تکبر نادانی کی دلیل ہے

- واعظان کین جلوہ در محراب و منبر می کنند
چو بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

معنی: یہ واعظ جو کہ محراب اور منبر پر جلوہ گری کرتے ہیں، جب تنہائی میں جاتے ہیں، وہ دوسرا کام کرتے ہیں۔

- وقت را غنیمت دان آنقدر کہ بتوانی
حاصل از حیات ای جان یک دم است تا دانی

معنی: جس قدر تجھ سے ہو سکے وقت کو غنیمت جان، اے جان اگر تو سمجھے تو زندگی کا خلاصہ ایک سانس ہے

- ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

معنی: جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا، ہماری ہیشگی دنیا کی تاریخ میں قایم ہو چکی ہے۔

- ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

معنی: جو اچھا وقت میسر آ جائے غنیمت سمجھ، کسی کو معلوم نہیں کہ انجام کیا ہے

- یک قصہ بیش نیست غم عشق وین عجب
کز ہر زبان کہ می شنوم نا مکرر است

معنی: غم عشق ایک قصے سے زیادہ نہیں لیکن تعجب ہے میں جس سے بھی سنتا ہوں، مکرر معلوم نہیں ہوتا

- یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور
کلبہ احزان شود روزی گلستان غم مخور

معنی: گم شدہ یوسف، کنعان میں واپس آ جائے گا، غم نہ کر، غموں کی کوٹھڑی کسی دن باغ بن جائے گی، غم نہ کر۔

منابع:

(1) مثل ہا از نگاہی نو، چاپ نشریه رشد آموزش زبان و ادب فارسی 1384، شماره 75

(2) بررسی ساختار ارسال مثل، فصلنامہ پژوہش ہای ادبی شمارہ 15، بہار 1386

(3) ادب فارسی (دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تہران: (پاییز وزمستان 1394، دورہ 5 شمارہ) 2 پیاپی 16

(4) فرہنگ و زندگی سال 1394 شمارہ 2 (ویژہ زبان وزبان شناسی)

(5) فرہنگ بزرگ ضرب المثل فارسی، ڈاکٹرحسن ذوالفقاری، ص 19

(6) سید ابوالقاسم انجوی شیرازی (1300 شیراز-25 شہریور 1372 تہران) نجوا کے نام سے معروف ایک ایرانی ادبی محقق ہے۔

(7) *Don Miguel Cerantes Saavedra* اسپین کے معروف ناول نگار، شاعر، نقاش اور کہانی نویس تھے جو 1547 ء میں پیدا ہوئے اور 1616ء میں چل بسے۔

(8) مثل ہا از نگاہی نو، چاپ نشریہ رشد آموزش زبان وادب فارسی، 1384، شمارہ 75

(9) بررسی ساختار ارسال مثل، ڈاکٹرحسین ذوالفقاری، پژوہش ہای ادبی 1386 شمارہ 15

(10) ہمو ہمان

(11) مثل ہا از نگاہی نو، چاپ نشریہ رشد آموزش زبان وادب فارسی، 1384، شمارہ 75

(12) چہار مقالہ، نظامی عروضی ثمرقندی

(13) شرح غزلیات حافظ، دکتر بہروز ثروتیان، دفتر اول، موسسہ انتشارات نگاہ، تہران

(14) حافظ کیست، ڈاکٹر مہدی پرہام، حافظ شناسی جلد دہم ص 81

(15) فردوسی و حافظ، پروفسور رضا، حافظ شناسی جلد دہم ص 4-153

16- کاربرد ضرب المثل در شعر شاعران ایرنی، حسن ذوالفقاری، نشریہ علمی۔ پژوہشی، پژوہشنامہ زبان و ادب فارسی (گوہر گویا)۔ سال ششم۔ شمارہ اول۔ پیاپی 21 بہار 1391، ص 95-122

17- روزنامہ ایران، شمارہ 3768 تاریخ 1386/8/1 صفحہ 17 (فرہنگ و ہنر)

(18) ڈاکٹر کاووس حسن لی، شیراز یونیورسٹی کے استاد، شاعر و محقق ہے، وہ ''قنات نو'' گاؤں جو ڈسٹرکٹ ''خرم بید'' صوبہ فارس میں واقع ہے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ''صفا شہر'' سے حاصل کی اور دو سال ''آبادہ'' میں ایجوکیشن کالج میں رہا اور 1363ء میں شیراز یونیورسٹی میں گئے اور پھر زبان و ادبیات فارسی میں گریجویٹ، ماسٹرز اور پھر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ان کی بعض تالیفات:

شعری مجموعے

- پشت کرشمه ہای مرمره ترجمہ ڈاکٹر علی گزل پور، انتشارات دماوند، استانبول، 2014
- زنگ از رخ تمام قلم ہا پریدہ است، انتشارات روزگار تہران 1382

تحقیقی آثار:

- زبان ہمدلی (شناختنامہ شاعران ونویسندگان نامدار ایرانی) انتشارات دماوند، استانبول، زمستان1392
- آیینہ مہر آیین، انتشارات بنیاد فارس شناسی ونشر مصطفوی1390
- دریچہ صبح، بازشناسی زندگی وسخن سعدی، انتشارات خانہ کتاب، زمستان1389

خطی نسخوں کی تصحیح:

- دیوان اشعار شیخ امین الدین بلیانی (محمد برکت کے ساتھ مشترک) انتشارات فرہنگستان ہنر، تہران،1387
- مثنوی وامق و عذرا (ڈاکٹر کاووس رضایی کے ساتھ مشترک) انتشارات روزگار، تہران،1382
- مثنوی اشترنامہ ((ڈاکٹر کاووس رضایی کے ساتھ مشترک) انتشارات روزگار، طوار،1386

(19) روزنامہ ایران، شمارہ3768 تاریخ1386/8/1 صفحہ 17 (فرہنگ و ہنر)